السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے کامرس میں گریجویشن کی ڈگری لی ہے۔ اس ڈگری کی بنیاد پر میں نوکری تلاش کرتا رہا۔ کافی تلاش کے بعد مجھے ایک بینک میں نوکری ملی۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ بینک میں سودی کاروبار ہوتا ہے لیکن میں اس نوکری کو قبول کرنے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ یہی میری روزی روٹی کا ذریعہ ہے۔ کیا میں یہ نوکری چھوڑدوں یا یہ نوکری میرے لیے جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ اسلام کامعاشی نظام سودی کاروبار کی مکمل نفی کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں سود کا شمار گناہ کبیرہ میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سودی کاروبار کرنے والوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٢٧٨ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ... ٢٧٩ ... سورة البقرة

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑدو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو (278) اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(إذا ظهر الزنا والربا في قرية، فقد أحلوا بأنفسهم عذاب الله" (حاکم"

''جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہوجائے تو وہ اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کرلیتے ہیں''

دین اسلام کا قانون یہ ہے کہ گناہوں اور برائیوں کو بزور قوت روکا جائے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو کم ازکم یہ ضروری ہے کہ ان گناہوں سے دور رہا جائے اور ان میں کسی قسم کی شرکت نہ ہو۔ اسی لیے اسلام نے ہر اس فعل کو حرام قرار دیا ہے جو معصیت میں مددگار ثابت ہو۔ اسلام کی نظر میں گناہ کرنے والا اور گناہ میں مددگار بننے والا دونوں برابر کے مجرم ہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب پینے والا، پلانے والا، بنانے والا، فراہم کرنے والا سب ہی اللہ کی نظر میں ملعون ہیں۔ اسی طرح سود کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ" (مسلم"

''حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سود کھانے والے، کھلانے والے اور اس معاملے میں دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی ہے''

اسی مفہوم کی متعدد احادیث حدیث کی کتابوں میں وارد ہیں اور ساری حدیثیں صحیح ہیں۔ ان ہی احادیث کی بنا پر دیندار حضرات کا ضمیر بینک میں کام کرنے پر مطمئن نہیں ہوتا۔ بینک میں کام کرنے کی وجہ سے ان کا ضمیر ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

تاہم میری رائے میں بینک میں جو سودی نظام رائج ہے اس کا تعلق بینک کے اسٹاف سے نہیں ہوتا ہے۔ یہ سودی نظام تو بینک کے کاروبار کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ یہ سودی نظام ہمارے پورے معاشی ڈھانچے کا ایسا جزو لاینفک بن چکا ہے کہ اس سے فرار ممکن نہیں اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے:

(لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا آكِلَ الرِّبَا، فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ" (ابوداؤد اور ابن ماجہ"

''(لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب کہ کوئی ایسا نہیں بچے گا جو سود نہ کھاتا ہو۔ اگر وہ سود نہیں کھاتا تو اس کی دھول سے نہیں بچ سکتا (یعنی کچھ نہ کچھ سود وہ ضرور کھائے گا''

یہ ایسی صورت حال ہے کہ بینک کے کسی اسٹاف کے نوکری چھوڑدینے سے اس سودی نظام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس پر اثر اس وقت پڑسکتا ہے جب پورا معاشرہ مل کر اس کے خلاف کچھ کرے۔ یکبارگی تو اس نظام کو بدلنا ممکن نہیں۔ البتہ دھیرے دھیرے اس نظام کو بدلنے کی پوری کوشش ہونی چاہیے۔ اسلام کا قانون بھی یہی کہتا ہے کہ معاشرے میں کسی برائی کی اصلاح دھیرے دھیرے اور بہ تدریج ہو۔ چنانچہ اللہ نے جب شراب حرام کی تو یکایک حرام قرار نہیں دیا بلکہ بتدریج اس کی حرمت کا اعلان کیا۔

بہر حال مسلم معاشرے کے ہوشمند افراد کا فرض ہے کہ سودی نظام کو اسلامی اقتصادی نظام میں بدلنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ کام کوئی ناممکن بھی نہیں ہے۔

اگر ہم مسلمانوں کو بینک کی نوکری سے منع کردیں گے تو صورت حال یہ ہوگی کہ بینک میں یہودی، عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں کا غلبہ ہوجائے گا۔ خصوصاً کسی مسلم ملک کے بینکوں پر غیر مسلموں کا قبضہ ہوجائے تو جو

خطرناک نتائج ہوں گے ان کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

پھر ایسا بھی نہیں ہے کہ بینک میں سارا کا سارا سودی کاروبار ہوتا ہو۔ بینک میں حلال طریقہ سے تجارت بھی ہوتی ہے۔ اب تو صورت حال یہ ہے کہ سودی کاروبار کم ہی ہوتا ہے اور بینک کے زیادہ تر کاروبار حلال تجارت پر مشتمل ہوتے ہیں۔

اس لیے میری رائے میں بینک کی نوکری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ اس کا ضمیر اس پر مطمئن نہ ہو۔ البتہ اس بات کا لحاظ رہے کہ بینک میں اپنے فرائض وہ بخوبی انجام دے ایسا نہ کرے کہ ضمیر کی بے اطمینانی کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرے۔

آخر میں کہنا چاہوں گا کہ انسان کی زندگی میں ایسے حالات بھی آتے ہیں کہ انسان بہت کچھ کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے اور اسلام نے انسانی مجبوری کی مکمل رعایت کی ہے۔ اسی مجبوری کے تحت بسااوقات انسان بینک کی نوکری اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ہم اسے ایسا کرنے سے منع نہیں کرسکتے۔ اللہ کا فرمان ہے"

فَمَنِ اضطُرَّ غَيرَ باغٍ وَلا عادٍ فَلا إِثمَ عَلَيهِ إِنَّ اللَّهَ غَفورٌ رَحيمٌ ١٧٣ ... سورة البقرة

''پس جو شخص مجبور ا ہو اس کے لیے لیکن نہ اس کی خواہش رکھتا ہو اور نہ دوبارہ ایسا کرنا چاہتا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے بے شک اللہ غفور و رحیم ہے''

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

اجتماعی معاملات، جلد: 1، صفحہ: 317

محدث فتویٰ